کاسمیٹکس کا استعمال اور اس کی جائز حدود و قیود

☆عائشہ یوسف

Islam provides comprehensive guidance for every aspect of human life, including adornment and beautification. The Shariah permits women to adopt adornment according to natural needs and, in certain situations, even considers it a recommended practice. However, this permission is conditioned by moderation, established limits, and the requirements of Islamic law.In the modern era, the use of makeup, cosmetic surgery, and other artificial means of beautification has increased significantly, yet most people are unaware of their Islamic rulings. The growing trend of cosmetic procedures among both men and women for fashion and artificial beautification has given rise to various new jurisprudential issues. Addressing these requires not only the guidance of the Qur'an and Sunnah but also the opinions of jurists and contemporary scholarly research.This study presents an analytical examination of modern methods of beautification, the limits of their use, and the Islamic rulings associated with them, with the aim of providing guidance to society in accordance with Islamic principles.

☆ ریسرچ اسکالر، جامعۃ المحصنات لاہور

زیب وزینت انسانی فطرت کا ایک اہم جز ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں شامل ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اور وہ اپنے لیے پاکیزگی اور حسن وخوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ انسان کو بہترین شکل وصورت اور عقل وشعور کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم "یقیناہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا"۔[1]۔ زینت کا اصل مادہ "زین" اور جمع "ازیان" ہے جو کسی شے کی خوبصورتی اور اسکی سجاوٹ پر دلالت کرتا ہے۔ اور اشیا کے سجاوٹ سے بننے سنورنے کی ہر چیز کو مزین ہونا کہا جاتا ہے۔ عربی لغات میں بھی عموماً اسکا یہ ہی معنی بیان کیا گیا ہے (زین) الزاءوالیاءوالنون اصل" صحیح "یَدُلُّ عَلَی حُسنِ الشَّئِ وتحسینہ "زین ہر اس شے کو شامل ہے جو صحیح اور خوبصورت ہو اور آنکھوں کو بھلی معلوم ہو"[2]۔ عبدالروف المناوی کے نزدیک زینت کا مفہوم: تحسین الشئ ءبغیرہ من لبسہ أوحلیۃ أوھیئۃ "کسی چیز کو دوسری چیز سے حسین بنانا زینت ہے خواہ لباس سے حسین بنایا جائے یا زیورات سے۔"[3] علامہ راغب اصفہانی کے نزدیک: الحقيقة ما لا يشين الانسان في شيء من احواله لا في الدنيا و لا في الاخرة[4]۔ علامہ راغب اصفہانی کے مطابق زینت کی تین اقسام ہیں:

- ❖ زینۃ نفسیۃ کا العلم والاعتقادات الحسنۃ. پہلی قسم زینت نفسی ہے. جو علم وایمان اور حسن اخلاق پر مشتمل ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔
  حبب إِلَيْكُمُ الايْمَانَ وَزَيَّنَه فِي قُلُوبِكُمْ "اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اسے تمہارے لیے پرکشش بنادیا ہے" [5]
- ❖ .وزینۃ بَدَنِیَّۃ کالقوۃ وطول القامۃ وحسن الوسامۃ: دوسری قسم جسمانی خوبصورتی ہے جیسے مناسب قامت، صحت مند جسم اور معتدل اعضاء فرمان اپنی ہے۔ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا "اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کروجوائے اسکے جو ظاہر ہے۔" [6]
- ❖ .وزینۃ خارجیۃ کالمال والجاہ. تیسری قسم زینت خارجی کی ہے. یعنی مال ودولت اور جاہ حشمت جو انسان کیلئے باعث زینت بنتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔ والخيل و البغال و الحمير لتركبوها وزينة[7]

مولانا مودودی بیان کرتے ہیں زینت کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے خوشنما کپڑے -2- زیورات ۳۔ بال، ۴۔ چہرہ۔ ۵۔ ہاتھ، ۶۔ پاؤں وغیرہ یعنی ظاہری جسمانی اعضاء کی مختلف آرائشیں جو بالعموم عورتیں دنیا میں کرتی ہیں۔[8]۔ زینت کے معنی میں مستعمل دیگر الفاظ: ۱۔ تبرج کی اصل "برج" اور جمع "بروج" ہے، جس کے معنی ارتفع وظہر یعنی کسی چیز کا بلند ونمایاں ہونا ہیں۔[9] قرآن میں ہے: ولقد جعلنا في السماء بروجا وزیناھا للناظرین[10]۔ مولانا مودودی کے مطابق تبرج عورت کا اپنے حسن، لباس اور زیور کو نمایاں کرنا اور اپنی چال ڈھال سے دوسروں کو متوجہ کرنا ہے۔[11]۔ رقش: رَقَشَ الشئی کے معنی کسی چیز کو نقش ونگار سے مزین کرنا اور کلام کو خوشنما بنانا ہیں۔ رقش المفسد کلامہ یعنی فساد پھیلانے والے نے اپنی بات کو جھوٹ سے آراستہ کیا۔[12]۔ الجمال حسن کثیر کے لیے اور الحسن خوبصورتی کے لیے آتا ہے: وصورکم فاحسن صورکم[13]۔ الحلی زیور کے معنی میں ہے: وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونھا[14]۔ الزبرج منقش لباس، زیور اور آرائشی اشیاء کو کہتے ہیں۔[15]۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: حلیۃ الدنیا أعینھم وراقھم زبرجھا۔ الزخرف اور اس کی جمع

زخارف سونے اور کامل حسن کے مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں: أویکون لک بیت من زخرف[16]۔ الزوق گھر کی آرائش کرنے والے کو کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے: إنہ لیس لي أن أدخل بیتاً مزوقاً[17]۔ زہرہ تازگی، رونق اور دنیا کی زیب وزینت کے لیے آتا ہے: زھرۃ الحیاۃ الدنیا[18]

قرآن میں زینت مختلف معنوں میں بیان ہوئی ہے: ا۔ زینت بمعنی خوبصورتی: ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح ۲۔ زینت بمعنی زیورات: أوزاراً من زینۃ القوم ۳۔ زینت بمعنی دنیاوی رونقیں: المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا ۴۔ زینت بمعنی جاہ وحشم: فخرج علی قومہ في زینتہ ۵۔ زینت بمعنی لباس: خذوا زینتکم عند کل مسجد[19]۔

عصر جاہلیت، اطلاق بل از اسلام، عصر جاہلیت میں انسان فطرتاً حسن وخوبصورتی کو ترجیح دیتا تھا، اور خصوصاً خواتین اپنی ظاہری شخصیت کو پرکشش بنانے کے لیے زیورات، سنگھار اور دیگر آرائش استعمال کرتی تھیں۔ یہ رجحان ہر دور کی خواتین میں موجود رہا ہے۔ اس زمانے میں زیبائش کے طریقے اسلامی تعلیمات کے مخالف تھے، اور جسمانی زیبائش کے وہ انداز عام تھے جنہیں بعد میں شریعت نے ممنوع قرار دیا۔ عرب معاشرہ غیر منصفانہ قوانین اور اخلاقی برائیوں جیسے فحاشی، جوئے، عصبیت اور دختر کشی کا شکار تھا، اور لوگ اپنے گناہوں پر فخر محسوس کرتے تھے۔ بیت اللہ کا برہنہ طواف اور عورتوں کا تبرج عام تھا، اور اعمال کی جوابدہی کا تصور نہ ہونے کی وجہ سے ہر معاملہ نفس کے تابع تھا۔ اس پس منظر کو سمجھے بغیر جاہلیت کے دور میں زینت کے تصور کو ادراک کرنا ممکن نہیں تھا۔

جاہلیت کا لفظ جھل سے ماخوذ ہے جو نادانی اور علم و معرفت کی ضد ہے، اسلام کے مقابل اسکا استعمال اس لیے کیا جاتا ہے کہ اسلام علم، معرفت، اور عدل کا نظام ہے صاحب القاموس الفقہی کے مطابق جاہلیت سے مراد: الجاھلیۃ: ماکان علیہ العرب قبل الاسلام من الجھالۃ، والضلالۃ. یعنی جاہلیت سے مراد ظلمت وجہالت اور ضلالت وگمراہی کے وہ طور اطوار اور فرسودہ رسوم ورواج ہیں جو ظہور اسلام سے قبل عربوں کا وطیرہ تھے۔[20] خلیل بن احمد الفراہیدی کے مطابق جاہلیت سے مراد: ''زمان الفترۃ قبل الاسلام. یعنی وہ زمانہ جو دو رسولوں (حضرت عیسی اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان تھا۔''[21] ۔ بعض مورخین کے نزدیکعصر جاہلیت کا اطلاق جزیرہ عرب میں اسلام کے ظہور سے ڈیڑھ سو سال قبل کے زمانہ پر ہوتا ہے[22]۔ خوشبو اور عطر کا استعمال عام تھا جو مردو خواتین دونوں اصناف میں بے دریغ استعمال کیا جاتا تھا۔ عورتیں بھی عطر فروشی کے کاروبار میں سرگرم تھیں جن میں ابوجہل کی ماں کا نام نمایاں ہیں۔[23] ۔ ان تمام پہلوؤں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں کی ظاہری وضع قطع اور آرائش وزیبائش ان کے معاشرتی رویے کا اہم جزو تھی۔ دور جاہلیت میں خواتین کے بناؤ سنگھار کی درج ذیل صورتیں مروج تھیں۔ 1 مصنوعی بال لگانا (وصل الشعر): آپ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حدثنا آدم، حدثنا شعبة، عن هشام بن عروة عن امرأته فاطمة من اسماء بنت أبي بكر - قالت: لعن النبي - الوصلة و المتوصلة [24] ۲۔ سیاہ خضاب سے بال رنگنا: یہ تدبیر سب سے پہلے فرعون کو سوجھی۔[25]۔ دین اسلام میں سیاہ خضاب سے بال رنگنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور اسکے استعمال کرنے والے پر وعید آئی ہے۔ صلى الله قال رسول علية. اخبرنا عبد الرحمن بن عبيد الله الحلبى عن عبيد الله و هو ابن عمرو - عن عبد الكريم - عن سعيد بن جبير ، عن ابن عباسي رفعه - انه قال:

قوم يخضبون بهذا السواد آخر الزمان كحواصل الحمامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّة[26]-٣-دانتوں کے مابین خلا کروانا(الوشر): حدیث میں ایسا کرنیوالیوں کیلئے لفظ متفلجات " آیا ہے عن عبد الله بن مسعود على الله قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات، والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله [27]

۴- جسم گودوانا یا جسم پر نقش ونگار بنوانا الاختصاب بالوشم وشم جسم کی جلد کو سوئی وغیرہ سے کریدنے کو کہتے ہیں اس طرح کے اس سے خون بہنے لگ جائے پھر اس جگہ میں سرمہ یا نیل دیا جائے جس سے وہ سبز یا نیلی ہو جائے [28]- عہد جاہلیت میں عرب معاشرت میں شرم وحیا کا فقدان تھا اور عورتیں اپنے حسن کا بر ملا اظہار کرتی تھیں تاکہ مردوں کی توجہ حاصل کریں بعض عورتیں اپنی زینت دیکھانے کے لیے غیر مناسب لباس پہنتی تھیں۔ اور کھلے عام اپنی کشش بڑھاتیں تھیں۔ حتی کہ طواف کے دوران بھی بے لباس ہو جاتی تھیں ان کثیر اہل جاہلیت کی عورتوں کے اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں اصل جاہلیت کی عورتوں کا شعار یہ تھا کہ وہ مردوں کے سامنے سے گزرتی اور ان کے سینے پر قمیض کے علاوہ کوئی چیز نہ ہوتی۔ جس سے بعض اوقات ان کے بالوں کی چوٹیاں، گردن اور کانوں میں پہنے گئے زیورات سب پر ظاہر ہوتے [29]۔

قبل از اسلام عرب معاشرت میں خواتین کا تبرج یعنی اپنے جسم کے اعضاء کو زیبائش کے ساتھ نمایاں کرنا اور غیر مردوں کے سامنے اپنی زینت دیکھانا ایک عام رواج تھا۔ قرآن نے اسکو " تبرج جاہلیت " کے طور پر بیان کیا ہے فرمان الہی ہے قال الله تعالى وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى[30]. تبرج جاہلیت کے بارے میں اختلاف ہے مفسرین کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ ا۔ ایک قول کے مطابق جاہلیت اولی سے مراد حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان کا زمانہ ہے جو ہزار سال پر مبنی تھا اس زمانہ میں مردوں اور عورتوں میں بے حیائی عام ہوئی یہی قول ابن عباس دینی لحاظ سے مروی ہے [31]۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ حضرت موسی اور حضرت عیسی کے درمیان کا عرصہ ہے [32]۔

شریعت اسلامیہ فطرت سلیم، صفائی اور خوبصورتی کو پسند کرتی ہے اور اعتدال ومیانہ روی کے ساتھ نظافت وزینت کی اجازت دیتی ہے۔ عورتوں کو زیور، شوخ رنگ، ریشم کے ملبوسات اور مہندی کے استعمال کی اجازت ہے جبکہ مردوں کے لیے مخصوص حدود میں زینت جائز ہے۔ زیبائش کے لیے حدود و ضوابط کا مقصد شخصیت کو وقار اور حسن عطا کرنا ہے اور افراط و تفریط سے بچنا ہے۔ بالوں کی خوبصورتی انسان کی اصل حسن کا حصہ ہے اور انہیں بناؤ سنگھار میں اہمیت دی گئی ہے۔ چونکہ جسمانی صفائی ستھرائی اور خوبصورتی مطلوب امر ہے لہذا اس کے حصول کیلیے (الترجل) سر میں کنگھی اور صفائی شرعا ضروری ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل صلی اللہ سے روایت ہے۔ نھی رسول اللہ عن الترجل الا غیا سنن الترمذی، ابواب اللباس عن رسول اللہ، باب ما جاء في النھي عن الترحل الاغبا[33] طلاق رجعی کے علاوہ عدت وفات اور طلاق بائنہ کی مدت میں عورت کے لیے زینت اختیار کرنا منع ہے۔ یعنی اسے چاہیے کہ وہ خوشبو، تیل، سرمہ وخضاب کے استعمال اور رنگ دار ریشمی کپڑے اور زیور پہننے سے اجتناب کرے۔ جبکہ دوران عدت کھلے ہوئے دندانے والے کنگھے سے کنگھی کرنے کی اجازت ہے، اور جس کنگھی کے دندانے باریک ہوں اس سے چونکہ زینت مقصود ہوتی ہے اس لیے اس کے استعمال کی اجازت نہیں۔ان امتشطت بالطرف الذي أسنانه منفرجة لا باس به وإنما يكره الامتشاط بالطرف الاخر لأن ذلك يكون للزينة[34]

فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بلا ضرورت عورت کا سر مونڈھنا یا بال اتنے چھوٹے کروانا جس میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہو یا مشرکین کی سی وضع قطع اختیار کرنا ناجائز امر ہے حدیث میں آیا ہے۔ان طوال لعن الله متشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من انساء بالرجال[35] ۔

یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ خواتین کا زیبائش کے لیے سر کے بال کٹوانا۔ فقہائے احناف کے مطابق یہ حرام ہے، فقہائے حنابلہ اسے مکروہ قرار دیتے ہیں، امام مالک کے نزدیک عورت کے لیے پیشانی کی طرف سے بال کاٹنا مکروہ ہے، جبکہ شوافع کے نزدیک یہ جائز اور مباح ہے۔ مانعین کے دلائل میں یہ ہے کہ احادیث میں ازواج مطہرات اور صحابیات کی مینڈھیوں کی طوالت سے بالوں کو کم نہ کرنے کا اشارہ ملتا ہے، اور حج وعمرہ کے دوران قصر کے حکم سے قیاس کرتے ہوئے محض زیبائش کے لیے بال کاٹنا مکروہ قرار دیا جاتا ہے[36] ۔

مجوزین کے مطابق بال کاٹنے کا مقصد خاوند کو خوش کرنا یا لمبے بال کی دیکھ بھال میں آسانی ہے اور قرآن و سنت میں ایسا منع نہیں، لہذا اصولی طور پر مباح ہے۔ حضرت عائشہ سے مروی «کان ازواج النبي یاخذن من رووسھن حتی تکون کالوفرۃ[37]۔ سر کے بال اطراف سے کٹوانا یا پورے کاٹے بغیر کچھ چھوڑنا منع ہے، جسے حدیث میں "قزع" کہہ کر ممانعت دی گئی ہے۔ عن ابن عمران رسول اللہ نھی عن القزع قال: قلت لنافع وما القزع قال یحلق بعض الراس الصبی ویترک بعض[38]۔ بالوں میں خضاب لگانا جائز ہے، مگر خالص کالے رنگ کا خضاب ممنوع ہے۔

عن ابن عباس عن النبي قال: قوم یخضبون بھذا أسواد آخر الزمان کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ[39]۔ بالوں میں مانگ نکالنا مسنون ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں۔ کنت إذا أردت أن أفرق راس رسول اللہ صدعت الفرق من یافوخہ و أرسل ناصیتہ بین عینیہ[40]۔ بالوں میں اضافی بال لگوانا انسانی بال کے لیے مطلقاً حرام ہے، خواہ کسی بھی مقصد کے لیے ہو۔

قال رسول اللہ ﷺ: لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ، والواشمۃ والمستوشمۃ[41]۔ بھنوؤں کے بال یکجا کرنا اور جسم پر وشم کرنا حرام ہے اور لعنت ہے۔(لعن اللہ الواشمات، والموتشمات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ[42]۔ زیورات پہننا عورت کے لیے جائز ہے، مرد کے لیے سونا مطلقاً حرام اور چاندی ایک مثقال تک محدود ہے۔عن عبد الله بن بريدة عن ابيه ان رجلا جاء إلى النبي وعليه خاتم من شبة فقال له، مالی اجد منك ريح الاصنام [43]

اسی طرح خواتین کے لیے غیر محرم مردوں کے سامنے اپنے زیورات ظاہر کرنا جائز نہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔ولا يضربن با رجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن[44]۔ لباس میں اعتدال ضروری ہے، جنس مخالف کی مشابہت، کفار سے مشابہت، تکبر اور اسراف ممنوع ہیں۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت: لعن اللہ المتشھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال[45]۔ من تشبہ بقوم فھو منھم[46]۔ الکبریاء ردائی، والعظمۃ إزاری[47]۔ یا بنی ادم خدو زینتکم عند کل مسجد وکلو وشربو اولا تسرفوا[48]۔ وقل للمومنات یغضضن من انصارھن ویحفظن فروجھن[49]۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف جسمانی خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا ہے اور انسان کی فطرت اسے حسن کی تلاش پر اکساتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان ہمیشہ اپنی ظاہری خوبصورتی بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے، چاہے وہ بالوں سے لے کر جسمانی اعضاء تک ہو۔ آج کے دور میں یہ کوششیں کاسمیٹک سرجری (الجراحۃ التجمیلیۃ) کے ذریعے کی جاتی ہیں، جس کا مقصد صرف ظاہری حسن میں اضافہ ہے[50]

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد کے مطابق، کاسمیٹک سرجری میں پیدائشی یا حادثاتی نقص دور کرنے کے بجائے محض تکلفی تبدیلیاں کی جاتی ہیں، جیسے ناک، ہونٹ یا جسمانی اعضاء کی شکل بدلنا۔ یہ عمل کبھی کبھار عمر کے آثار کم دکھانے یا زیادہ دلکش نظر آنے کے لیے کیا جاتا ہے[51]۔

پلاسٹک سرجری، جسے Regenerative یا Reconstructive Surgery بھی کہا جاتا ہے، جسمانی اعضاء کی ظاہری صورت اور فعالیت بحال کرنے کے لیے کی جاتی ہے، خاص طور پر جب یہ اعضاء پیدائشی، حادثاتی یا بیماری کے سبب متاثر ہوں۔ اس لیے اسے اصلاحی سرجری کہا جاتا ہے[52]۔

جراحت برائے تجمل یعنی کاسمیٹک سرجری کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: اضافہ حسن کے لیے، تجدید شباب کے لیے، اور وہ سرجری جو دونوں مقاصد کے لیے کی جاتی ہے۔ ناک کی کاسمیٹک سرجری (Rhinoplasty) سب سے زیادہ مقبول ہے اور اس میں مریض کی پسند کے مطابق ناک کی ہڈی اور کارٹلیج کی شکل میں تبدیلی کی جاتی ہے، تاکہ ناک چھوٹی، تنگ، سیدھی یا نوکدار ہو[53]۔

ہونٹوں کی سرجری چہرے کی غیر معمولی خوبصورتی کے لیے کی جاتی ہے، خاص طور پر جب ہونٹ باریک ہوں یا عمر اور سگریٹ نوشی کی وجہ سے ہونٹوں کی رعنائی کم ہو جائے۔ اس میں ہونٹوں کی بناوٹ کو نمایاں کرنے اور جھریوں کو دور کرنے کے لیے عارضی یا مستقل کولاجن فلرز استعمال کیے جاتے ہیں۔

جسمانی تناسب بہتر بنانے کے لیے Liposuction استعمال ہوتی ہے، جس کے ذریعے رانوں، کولہوں، بازو، کمر، پیٹ، ٹھوڑی اور گردن کی اضافی چربی نکالی جاتی ہے، خاص طور پر وہ چربی جو ورزش یا غذائی کنٹرول سے کم نہیں ہوتی۔ جسم گودوانا اور چھدوانا بھی فیشن کے طور پر مقبول ہو چکا ہے، جس میں جلد میں رنگ بھر کر یا مختلف حصوں میں سوراخ کیے جاتے ہیں۔ یہ جراحی میں شامل نہیں، لیکن زیبائش کے مستقل طریقوں میں شمار ہوتے ہیں اور مرد و عورت دونوں میں یکساں مقبول ہیں

بوٹوکس پیشانی پر موجود شکنین اور وقت کے ساتھ چہرے پر نمودار ہونے والی جھریاں بزرگی کی علامت ہیں۔ اسی لیے بعض اشخاص پسند نہیں کرتے کہ ان کے وجود پر ڈھلتی عمر کے آثار نمایاں ہوں یا ان کا چہرہ جھریوں زدہ ہو اور وہ عمر رسیدہ معلوم ہوں۔ ایسے ہی افراد کی طلب کو پورا کرنے کے لیے (Botox Botulinum Toxin Injection) کا رجحان عام ہوا ہے۔ یہ انجکشن مختلف اغراض مثلاً جھریوں کا نمودار ہونا، کثرت سے پسینہ آنا، سلسل البول اور شدید سر درد جیسے امراض کے علاج کے لیے بھی لگوائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا کثرت سے استعمال بطور جراحی تجمل چہرے کی شکنیں دور کرنے کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ بوٹوکس انجیکشن کے ذریعے چہرے کے ایسے مساموں اور پٹھوں کو وقتی طور پر مفلوج کر دیا جاتا ہے جو جھریوں کا سبب بنتے ہیں[54]۔ اسی طرح بالوں کی پیوندکاری بڑھتی عمر میں بالوں کے جھڑنے کے سبب کی جاتی ہے، جب مردوں میں سر کے وسط یا اطراف سے بال جھڑ

جائیں یا خواتین میں بالوں کی افزائش کم ہو جائے۔ اس میں جسم کے کسی حصے سے بال جڑ سمیت نکال کر سر کی کھال میں نصب کیے جاتے ہیں یا جلد سمیت منتقل کیے جاتے ہیں، اور بعض اوقات مصنوعی جھلی میں موجود انسانی بال بھی سر کی جلد میں لگائے جاتے ہیں[55]۔

تحسینِ ظاہر اور تجدیدِ شباب کے سلسلے میں چھاتیوں کی سرجری Mammoplasty بھی رائج ہے جو سینے کے ابھار کو بڑھانے یا گھٹانے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس عمل میں سیلائن اور سلیکون کے ذریعے حجم بڑھایا جاتا ہے جبکہ بڑی عمر کی خواتین ڈھلکی ہوئی چھاتیوں کی اصلاح کرواتی ہیں، مگر یہ جراحی نہایت پیچیدہ ہے اور ناکامی کی صورت میں اصل ساخت بحال کرنا مشکل ہو جاتا ہے[56]۔ خوبصورت جلد کے حصول کے لیے لیزر تھیراپی بھی عام ہے جس میں بغیر بے ہوشی، روشنی کی مخصوص شعاعوں کے ذریعے ڈھلکی ہوئی جلد، داغ دھبے، جھریاں اور جسم کے غیر ضروری بال کم یا ہلکے کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ ادویات اور کریمیں بھی موجود ہیں مگر جلد نتائج کے لیے لوگ لیزر کی طرف زیادہ رجوع کرتے ہیں، البتہ نشانات مکمل ختم نہیں ہوتے بلکہ صرف غیر نمایاں رہ جاتے ہیں[57]۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ظاہری و معنوی شرف عطا کیا ہے اور اس کی جان و جسم کو محترم بنایا ہے، اسی لیے حفاظتِ جان اور بیماری کی حالت میں علاج کا حکم بھی دیا گیا۔ شریعت میں علاج کبھی مستحب اور کبھی واجب ہو جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یَاعِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَہُ شِفَاءً اے اللہ کے بندو علاج کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کے لیے دوا بھی ضرور پیدا کی ہے[58]۔

تاہم شریعت میں اسراف، غلو اور غیر ضروری چیزوں کو حاجت بنانا پسند نہیں کیا گیا۔ اسی سے یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ چھوٹی آنکھیں، باریک لب، لمبی ناک، پچکے گال یا بڑھتی عمر کی جھریاں جیسے خصائص عیب ہیں یا صرف تحسین کے دائرے کی باتیں۔ جمہور فقہاء کے مطابق عیب وہ نقص ہے جو بدنمائی اور احساسِ کمتری کا باعث بنے، اس لیے اس کا ازالہ علاج میں شامل ہے، خواہ خلقی ہو یا حادثاتی، جیسے cleft lip، auricular deformity، polydactylism، conjoined twins کا جڑاؤ یا حادثات کے بعد چہرے اور اعضاء کا بگڑ جانا۔ ایسے عیوب کا علاج سنت سے ثابت ہے، جیسے حضرت عرفجہ بن اسعدؓ کی کٹی ہوئی ناک کے لیے نبی ﷺ نے چاندی کی جگہ سونے کی ناک کی اجازت دی اور حضرت قتادہؓ کی آنکھ کے علاج کا حکم فرمایا[59]۔ ایک رائے جراحت برائے تجمل کو مطلقاً جائز ہے، وہ قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِینَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَ الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ فِي لِلَّذِينَ آمَنُوا لِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خالصة يَوْمَ الْقِيَامَةِ اے محمد، ان سے کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں؟ کہو، یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتاً انہی کے لیے ہوں گی[60]۔

زینت اپنی اصل میں مباح ہے اور اللہ نے اس کو حرام کرنے والوں پر وعید سنائی ہے، اس لیے وہ کام جن پر کوئی صریح ممانعت نہ ہو، اپنی اصل اباحت پر باقی رہیں گے، بشرطیکہ ان میں تغزیر، تدلیس یا اظہارِ کبر کا قصد نہ ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ [61]

دوسری رائے کے مطابق یہ جواز مصلحت کے ساتھ مقید ہے۔ ان کے نزدیک اصل دلائل تو پہلی رائے والوں سے متفق ہیں، مگر حکم کا دارومدار منفعت کے حصول، ضرر کے ازالے اور حالات کے موازنہ پر ہے[62]

استدلال یہ ہے کہ چونکہ ہر عمل اپنے اغراض، اسباب اور نتائج کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، اس لیے حکم بھی مختلف ہوگا۔ شریعت نے بعض زینتیں (جیسے وشم، نمص، وصل) ممنوع کیں اور بعض (بال رنگنا، کان چھدوانا) مباح رکھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر فعل کا حکم الگ ہے۔ چونکہ انسانی شکل وصورت میں اختلاف فطری ہے اور بعض چیزیں ایک کے نزدیک عیب مگر دوسرے کے نزدیک نہیں ہوتیں، اس لیے ہر سرجری پر ایک ہی حکم لگانا درست نہیں۔ چنانچہ بنی یا دیگر اعضا کی محض حسن کے لیے سرجری کو عمومی طور پر حرام یا حلال کہنا درست نہیں، بلکہ حالات، نوعیت، حاجت اور مصلحت کے لحاظ سے حکم متعین ہوگا[63]۔ تیسری رائے جراحت برائے تجمل کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ محمد بن محمد المختار الشنقیطی کے مطابق هذا النوع من الجراحة لا يشتمل على دوافع ضرورية، ولا حاجية، بل غاية ما فيه تغيير خلقة الله تعالى، والعبث بها حسب أهواء الناس، وشهواتهم، فهو غير مشروع، ولا يجوز فعله [64]۔ عصر حاضر کے جمہور فقہاء کے نزدیک انسان اپنے جسم کا مالک نہیں کہ بلاضرورت اس میں قطع وبرید کرے۔ معمولی جسمانی اختلافات فطری ہیں، اس لیے لعدم الضرورت ایسے افعال پسندیدہ نہیں [65]۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے وہ استدلال کرتے ہیں وَلَا ضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ ولا مُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ أَذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ اور البتہ انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور البتہ ضرور انہیں امید میں دلاؤں گا اور ضرور انہیں حکم کروں گا کہ جانوروں کے کان چیریں اور ضرور انہیں حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں[66]۔

حدیثِ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت کی جو اپنے جسم کو دواتی ہیں اپنے بال اکھاڑتی ہیں اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرتے ہوئے خوبصورتی کے لیے اپنے دانتوں کے مابین فاصلہ پیدا کرواتی ہیں[67]۔ رسالت مآب ﷺ کی بعثت سے قبل عرب معاشرے میں کوئی منظم مذہبی یا سماجی دستور قائم نہ تھا اور لوگ اپنی روایات کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔ ایسے ماحول میں رسول اللہ ﷺ طلوع ہوئے اور انسانیت کو ضلالت سے نکال کر علم وحکمت کی روشنی عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم کو ہر پہلو سے شرعی اصولوں پر تربیت دی، اس لیے ان کا ہر عمل سنت کے مطابق تھا اور بعد کے لوگوں کے لیے راہِ ہدایت بن گیا۔

خواتین کی زیب وزینت سے متعلق بعض جدید مسائل ایسے ہیں جن پر صریح نص موجود نہیں، اس لیے صحابیات کے تعامل کو سمجھنا ضروری ہے۔ خارجی ذرائع زینت جیسے کنگن، گلوبند، مہندی، سرمہ، عمدہ لباس اور خوشبو کا استعمال صحابیات سے ثابت ہے۔ نکاح کے موقع پر خواتین دلہن کو سنوارتی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہجرت کے بعد بیماری سے صحت یاب ہونے پر "انہوں نے میرا ہاتھ تھاما... انہوں نے میرا سر دھویا اور مجھے بنایا سنوارا، پھر میں اس کے سوا کسی بات پر نہ چونکی کہ اچانک چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ان عورتوں نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا[68]۔ اسی طرح حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو نکاح کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مزین کیا[69]۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں بناؤ سنگھار کا رواج نہ صرف موجود تھا بلکہ اسے ناپسند بھی نہیں کیا جاتا تھا، لہٰذا ایک عورت کا دوسری عورت کا سنگھار کرنا جائز ہے بشرطیکہ شرعی حدود قائم رہیں۔ عہد حاضر میں افزائشِ حسن کے مراکز ہر جگہ قائم ہیں۔ تاریخ میں بھی جسمانی نگہداشت کے مراکز موجود رہے ہیں، مگر موجودہ بیوٹی سیلونز نے اسے منظم شکل دے دی ہے۔ آج ان اداروں میں جلد، بالوں، ناخن اور جسمانی آرائش کی تمام

سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ تاہم ہمارے معاشرے میں ان مراکز کا انداز کار مغربی تہذیب کی تقلید پر مبنی ہے، حالانکہ شریعت نے آرائش میں بھی پاکیزگی، پردہ اور حدود اللہ کی پابندی لازم قرار دی ہے۔

شرعی اصولوں کے مطابق چلنے والے اداروں میں باپردہ ماحول بنیادی ضرورت ہے کیونکہ عورت کی عفت وعصمت کے تحفظ پر اسلام نے خاص زور دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِهِنَّ اے نبی! اپنی بیویوں، اور اپنی بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں[70]۔ اس لیے اداروں پر فرض ہے کہ آنے والی خواتین کے پردے اور حیا کا مکمل اہتمام کریں۔ خواتین کا عملہ ہونا بھی ضروری ہے، کیونکہ بعض خدمات میں بازو، پنڈلی یا بال کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور عورت کو عورت کے سامنے اس حد تک ستر کھولنے کی اجازت ہے کہ وہ کسی مرد کے سامنے اس کے محاسن بیان نہ کرے۔ مخلوط اداروں میں متعدد قباحتیں ہیں، اس لیے ایسے اداروں کا قیام خلاف شرع ہے۔ حلال اور پاکیزہ مصنوعات کا استعمال بھی ناگزیر ہے کیونکہ جلد پر استعمال ہونے والی اشیا کے اجزاء بدن میں جذب ہوتے ہیں۔ اگر کسی حرام جزو والی پروڈکٹ کا استعمال کیا جائے تو یہ دھوکے اور ناجائز فعل میں شمار ہو گا۔

زینت اختیار کرنے کا مقصد صرف شوہر کی خوشنودی اور جائز حدود میں حسن آرائی ہونا چاہیے، نہ کہ نامحرموں کی توجہ حاصل کرنا یا نمایش پسندی۔ عام طور پر خواتین کی بڑی تعداد دکھاوے کی خاطر غیر معمولی میک اپ کرتی ہے، جو شرعی نقطۂ نظر سے قابلِ گرفت ہے۔

خلاف شرع افعال میں بال کٹوانا بھی شامل ہے۔ عورت کی اصل زینت اسی کے بال ہیں اور انہیں بلا عذر کاٹنا ممنوع ہے۔ حج میں بھی صرف پورے کے برابر بال کاٹنے کی اجازت ہے، تو دنیاوی زیبائش کے لیے بال کاٹنا کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے؟ ہاں، بال کاٹے بغیر انہیں سنوارنا یا رنگنا جائز ہے، مگر ایسا انداز ممنوع ہے جو کفار یا مردوں سے مشابہ ہو یا" کوہانِ اونٹ " جیسا جوڑا بنائے۔ جدید بلیچنگ اور مکمل بال رنگنے کے طریقے بالوں کو مستقل نقصان پہنچاتے ہیں، اور شریعت کے مطابق نقصان دہ افعال مستحب نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح ستر کھول کر بال صاف کروانا یا لیزر ٹریٹمنٹ کرانا جائز نہیں کیونکہ عورت کا دوسری عورت کے سامنے بھی ناف سے گھٹنے تک حصہ چھپانا فرض ہے۔ طبی ضرورت کے علاوہ یہ حصے کھولنا یا چھونا حرام ہے۔ فتاوی بینات میں ہے کہ "شرعی عذر کے بغیر ان اعضاء میں سے کوئی عضو دوسری عورت کے سامنے کھولنا یا چونا جائز نہیں..[71]

یوں خواتین کے لیے اپنی زیبائش میں حدود شرعی کا لحاظ ضروری ہے تاکہ حیا، پاکیزگی اور عفت کے وہ مقاصد پورے رہیں جو اسلام نے مقرر کیے ہیں۔

عورت کے لیے شریعت میں اصل حکم گھر میں قرار پکڑنے کا ہے تاکہ بے پردگی، اختلاط اور فتنہ کے اسباب سے حفاظت رہے، تاہم اسلام عورت کو جائز ضرورت، تعلیم، صلہ رحمی، تجارت یا معاشی حاجت کے لیے گھر سے نکلنے سے منع نہیں کرتا۔ عہد نبوی میں متعدد صحابیات تجارت، دستکاری اور دیگر معاشی سرگرمیوں میں مصروف تھیں اور یہ امور شرعی حدود میں انجام دیتی تھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے جائز ضرورت کے تحت مناسب شرائط کے ساتھ باہر نکلنے اور کام کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

اسلامی اصولوں کا مقصد عورت پر پابندی لگانا نہیں بلکہ اس کی عفت و عصمت کی حفاظت کرنا ہے، لہٰذا جو خواتین جائز ضرورت کے لیے ملازمت اختیار کریں ان پر شرعی آداب کی پابندی لازمی ہے۔ عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے اور ملازمت کرنے کی اجازت سرپرست کی رضا پر موقوف ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر باہر جانا معصیت ہے، البتہ اگر عورت گھر میں ایسا کام کرے جو شوہر کے حقوق پر اثر انداز نہ ہو تو اس کے لیے اجازت کے بغیر کسب معاش ممکن ہے۔ مجبوری کی حالت میں عورت ضرورت کے مطابق پردے کے ساتھ گھر سے نکل سکتی ہے، لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو نکاح سے پہلے باپ اور نکاح کے بعد شوہر کی اجازت شرط ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى[72]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے، لیکن جب ضرورت پیش آئے تو وہ بغیر زینت کے اور بغیر کسی ایسی نمائش کے نکلے جو جاہلیت اولیٰ میں عورتوں کا شیوہ تھا۔ اس لیے کام کے لیے باہر جاتے ہوئے عورت پر لازم ہے کہ وہ بناؤ سنگھار سے بچے اور ایسا لباس نہ پہنے جو مردوں کی توجہ کا سبب ہو۔

مولانا عبد الرحمن کیلانی لکھتے ہیں ": عورت کا چہرہ ہی وہ چیز ہے جو مرد کے لیے عورت کے تمام بدن سے زیادہ پرکشش ہوتا ہے۔ اگر اسے ہی حجاب سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تو باقی احکام بے سود ہیں[73]" لہٰذا عورت کو چاہیے کہ باہر نکلتے وقت ایسا حجاب اختیار کرے جس میں نسوانی زیب و زینت اور جسمانی خد و خال نمایاں نہ ہوں۔ جدید فیشن کے بعض پردے جو چست، باریک یا سروں پر کوہان کی شکل دینے والے ہوں، شرعی حجاب کے منافی ہیں۔

اختلاط مرد و زن شدید مفاسد پیدا کرتا ہے، اس لیے عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے مقام پر ملازمت اختیار کرے جہاں مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ اگر کام کی نوعیت ایسی ہو کہ مرد سامنے آتے ہوں تو بھی عورت کو ان سے غیر ضروری میل جول سے اجتناب کرنا چاہیے۔ قرآن کریم میں غیر مردوں سے گفتگو کے متعلق ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا: نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ہی کی ہو یوں تم عام عورتوں کی طرح ہی ہو کر اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نا کیا کرو کہ دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔ اس میں تمام عورتوں کے لیے ہدایت ہے کہ غیر مردوں سے بات کرتے ہوئے نرمی یا دبی آواز اختیار نہ کریں جس سے کسی بدنیت کے دل میں میلان پیدا ہو۔ صاف، مضبوط اور سنجیدہ لہجہ اختیار کرنا ہی شریعت کا مطلوب ہے۔

اسی طرح عورت اور مرد دونوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا ہے: قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ[74]

نگاہ کی بے احتیاطی بڑے گناہوں کا سبب بن سکتی ہے، اس لیے نظر نیچی رکھنا دونوں پر لازم ہے۔

خوشبو کے بارے میں بھی شریعت نے عورت کو اس خوشبو سے منع کیا ہے جس کی مہک غیر مرد تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَعَفِي لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهَا وَعَفِي رِيحُهَا''[75] کیونکہ مہک غیر مردوں کے التفات کا باعث بنتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ عورت کو معاشی ضروریات، تعلیم یا حاجت کے وقت گھر سے نکلنے اور کام کرنے کی اجازت ہے، لیکن یہ اجازت چند شرائط سے مشروط ہے جن کا مقصد اس کی عزت، عفت اور دین کی حفاظت ہے۔ شریعت کا مقصد انسان کی جان، مال، عزت، عقل اور دین کی حفاظت ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت اور مرد دونوں شریعت کے ان احکام پر عمل کریں جن کے ذریعے فتنہ وفساد کے دروازے بند ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

[1](القرآن الکریم، سورۃ التین ۹۵: ۴)

[2](احمد بن فارس (م:۳۹۵ھ)، معجم مقاییس) اللغۃ المحقق: عبد السلام محمد ہارون) دار الفکر ۱۳۹۹ھ، ج:۳، ص ۴۱)

[3](المناوی، عبد الرؤوف، التوقیف علی مہمات التعاریف محقق: عبد الحمید صالح حمدان، عالم الکتب، القاہرۃ ص،۱۸۸)

[4](الراغب الاصفہانی، حسین بن محمد (م: ۵۰۲ھ)، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم، ۱۴۱۲ھ دمشق، ج ۱، ص:۳۸۸)

[5](القرآن الکریم، سورت الحجرات (۴۹:۷)

[6](القرآن الکریم، سورۃ النور: ۲۴ : ۳۱)

[7]القرآن الکریم، سورۃ النحل (۱۶: ۸)

[8](سید ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۲۰۱۸، ج:۳، ص ۳۸۵)

[9](ابراہیم انیس، عبد الحلیم منتصر، المعجم الوسیط، 2004م، ص46)

[10](الحجر 15:16)

[11](تفہیم القرآن، ج4، ص91)

[12](الجمال، مسعود جبران، ص400

[13](المؤمن 64:40)

[14](النحل 16:14)

[15](لسان العرب، ابن منظور، ج2، ص285)

[16](الإسراء 17:93)

[17](سنن ابن ماجہ، حدیث 3360)

[18](طہ 20:131)

[19](الاعراف 7:31)

[20](سعدي، الدكتور، القاموس الفقهي لغة واصطلاحا، دار الفكر دمشق - سورية ١٩٨٨م، ص ٢٧)

[21](خلیل بن احمد الفراہیدی، کتاب العین، محقق، مھدی مخزومی دار ومکتبہ العمال، ج 3، ص: ٣٩٠))

[22](شوقي ضيف، الدكتور، تاريخ الادب العربي، الجزء الاول العصر الجاهلي - دار المعارف، قاهرة، ١٩٣٦-٤٣، ص: (٣٨)

[23](غفاری، نور محمد، پروفیسر، نبی سے ملی تسلیم کی معاشی زندگی شیخ الھند اکیڈمی، کراچی، مارچ ٢٠٠٨م، ص: ٢٩) ا

[24](صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر ج: ٧، ص: ١٦٥، رقم الحدیث: ٥٩٣٦)

[25]۔(العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح بخاری باب الخضاب، دار المعرفۃ - بیروت، ١٣٧٩ھ، ج: 10 ص: ٢٥٥)

[26](النسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمن (م: ٣٠٣) المجتبی من السنن، کتاب الزینۃ، بالنھي عن الخضاب بالسواد محقق: عبد الفتاح ابو غدہ) رقم الحدیث ٥٠٧٥، ج ٢ ص ١٣٨)

[27](بدر الدین العینی، محمد بن احمد (٨٥٥م)، عمدۃ القاری شرح الصحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن دار احیاء التراث العربی بیروت، ج: ٢٢، ص ٦٢)

[28](جماعۃ من العلماء، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیہ: ١٤٢٧ھ، الطبعت الثانیہ، دار السلاسل، الکویت، ج: ٢، ص: ٢٨٢)

[29](الدمشقی، اسماعیل بن عمر بن کثیر، ابو الغداء (م ٧٧٤ھ تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر) محقق: محمد حسین شمس الدین: ١٤١٩ھ، ج: ٦، ص: ٤٢)

[30](القرآن الکریم سورۃ احزاب ٣٣: ٣٢)

[31](جامع البیان فی تاویل القرآن ج: ٢٠، ص: ٢٦٠) ۔

[32]المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، (محقق عبد السلام عبد الشافی محمد) دار الکتب علیہ، ١٤٢٢ھ، ج ٤، ص: ٣٨٣)

[33](المحقق: بشار عواد معروف) ج: ٣، ص: ٢٨٦، رقم الحدیث: ١٧٥٢)

[34](الفتاوي الهندية، كتاب الطلاق الباب الرابع عشر في الحداد دار الفكر، ۱۳۱۰ھ، ج:اس:۵۳۳)

[35](الجامع السند الصحيح الختصر من امور رسول اللہ وسنہ وایایہ كتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء والشبھات بالرجال، ج۴، ص:۱۵۹، رقم الحدیث: ۵۵۳۶)

[36](صاحب الدر المختار علاوالدین الحصکفی کے مطابق اگر عورت کے زوج حکم دیں تب بھی اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔(الدر المختار شرح تنویر الابصار وجامع البحار، کتاب الحظر والاباحت، باب الاستبرا وغیرہ، ص۶۶۴)

[37](المسند الحي الحقر بنقل العدل عن العدل إلى رسول ﷺ کتاب الحيض، باب القدر المستحب من الماء في مسل الجنابة، ص:۲۵۶، رقم الحديث: ۳۲۰»)

[38](المسند الصحيح المختصر بنقل العدل إلى رسول الله، كتاب اللباس والزينته، باب كراهت القزع، رقم الحديث) :۲۱۲۰)

[39](السنن الكبرى، كتاب الزينة، باب النهي عن الخضاب بالسواد -ج:۸، ص:۳۲۶، رقم الحديث:۹۲۹۳)

[40](سنن ابي داؤد، کتاب الترجل، باب ماجاء فی الفرق، ج:۲، ص: ۸۲، رقم الحدیث:۴۱۸۹)

[41](مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، رقم الحدیث:۸۴۷۳)

[42](الجامع السند الصحيح للمختصر من امور رسول الله وايايه كتاب اللباس، باب وما اتاكم الرسول مخذوه، رقم الحديث:۴۸۸۶، ج:۶، ص:۱۴۷)

[43](سنن ابي داود، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الحدید، ج۴، ص:۹۰، رقم الحدیث:۴۲۲۳)

[44](القرآن، سورۃ النور، ۳۱:۲۴)

[45](صحیح بخاری، کتاب اللباس باب المتشبھون بالنساء والمشھات بالرجل، رقم الحدث:۵۵۴۶)

[46]سنن ابي داود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، رقم الحديث:۴۰۳۱)

[47](سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب جاء فی الکبیر، ج۴، ص:۵۹، رقم الحدیث:۴۰۹۰)

[48](القرآن، سورۃ الاعراف ۷:۳۱)

[49](القرآن، سورۃ النور ۲۴:۳۱)

[50](کیمبرج ڈکشنری (بدون تاریخ)، کاسمیٹک سرجری، کیمبرج ڈکشنری ڈاٹ آرگ میں۔ ڈیٹا ۱۱-۲۱-۲۰ کو شام ۱۶:۷ بجے حاصل کیا گیا
https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/cosmetic-

[51](عبد الواحد، مفتی، ڈاکٹر، مریض و معالج کے اسلامی احکام، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۲۰۱۳م، ص: ۳۶۴-۳۶۵)

[52](کلسکار، ایم ڈی، بٹلر، ای پی، اور غالی، ایس۔ (2016)، پلاسٹک اور تعمیر نو کی سرجری کا درسی کتاب پہلا ایڈیشن)، یونیورسٹی کالج لندن، صفحہ 3)

[53](رائنوپلاسٹی: کاسمیٹک ناک کی سرجری، فرانسیسی سوسائٹی آف پلاسٹک ری کنسٹر کٹیو اور ایستھیٹک سرجری، ڈیٹا
[https://www.chirurgie-esthetique- پر AM2:24 حاصل کیا گیا 23 دسمبر 2020 کو
رائنوپلاسٹی کاسمیٹک ناک سرجری (gueganton.com/IMG/pdua](https://www.chirurgie-esthetique pdf
gueganton.com/IMG/pdua:)

[54](سال، آر۔ (2014)، چہرے کی جھریوں کے لیے بوٹولینم ٹاکسن انجیکشن، امریکن فیملی فزیشن، جلد 90، شمارہ 3
[168-(https://www.researc](https:/www.researchgate.net/publication/264454751 صفحہ
،hgate.net/publication/264454751

[55](عبد الواحد، ڈاکٹر، مفتی مریض و معالج کے اسلامی احکام، مجلس نشریات اسلام، کراچی ۲۰۱۳م ص:388)

[56](شری دھرانی، ایس ایم۔ بیلامی، ایل جے، موفید، ایم۔ اور سنگھ کے۔ این (2013)، چھاتی کی افزائش،
https://www(https://www.researchgate.net/publication/248385684])

[57](ہیگیرا، وی۔ (2018)، داغوں کے لیے لیزر علاج: آپ کو کیا جانا چاہیے، ہیلتھ لائن، 12 نومبر 2:09/2020
[laser-treatment-for/health/https://www.healthline.com- ، شام کو حاصل کردہ ڈیٹا
https://www.healthline.com/health/laser-treatment-for-scars](scars)

[58](أبو عيسى الترمذي، محمد بن عيسى (م: ۲۷۹ھ)، الجامع الکبیر - سنن، أَبْوَابُ الطِّبِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّوَاءِ وَالحث عَلَيْهِ (المحق: بشار عواد معروف)، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸م، ج۳، ص:۴۳۵۱، رقم الحدیث:)۲۰۳۸)

[59](ابن البیع، أبو عبد الله الحاکم محمد بن عبد الله (م:۴۰۵ھ)، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم (محقق مصطفی عبد القادر عطا)، دار الکتب العلمیة بیروت، ۱۹۹۰م، رقم الحدیث:)۱۵۲۸۱

[60](القرآن الکریم، سورت الاعراف ۷:۳۲)

[61](النیسابوري، مسلم بن الحجاج (م:۲۶۱ھ)، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبیر ویانه، محق محمد واد عبد الباقي، دار احیاء التراث العربي بیروت در قم الحدیث:91)

[62](التعدیل الجراحی علی الجسم الانسان، ایضاص:120)

[63](التعدیل الجراحی علی الجسم الانسان، ایضاص:۔۱۲۰۔۱۲۱)

[64](الشنقیطي، محمد بن محمد المختار، أحکام الجراحة الطبیة والآثار المترتبة علیها مکتبة الصحابة، جدة، ۱۹۹۴م، ص:۱۹۳)

[65](پلاسٹک سرجری، ص268)

[66](القرآن الکریم، سورت النساء ۴:۱۱۹)

[67](البخاري، محمد بن اسماعیل (م:۲۵۶ھ)، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول الله صلی الله علیه وسلم وسنه وآیامه، کتاب اللباس، باب المنتقصات (محقق: محمد زهیر بن ناصر الناصر)، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث:۵۹۳۹)

[68]النیسابوري، مسلم بن الحجاج (م:۲۶۱) المسند الصحیح المختصر بقل العدل عن العدل إلی رسول الله صلی الله علیه)

[69](صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة العنایه أمته، ثم یتزوجها رتم الحدیث:۱۳۶۵)

[70](القرآن الکریم، سورت الاحزاب ۳۳:۵۹)

[71](مجلس دعوت و تحقیق اسلامی، فتاوی، بینات، کتاب الحظر والاباحة مکتبہ بینات جامعہ العلوم الاسلامیہ، کراچی، اکتوبر ۲۰۰۶م، ج۴، ص:۴۰۳ ")

[72](القرآن الکریم، سورت الاحزاب 33:33)

[73]کیلانی، مولانا عبد الرحمن، تیسیر القرآن، مکتبہ السلام، لاہور، ج۳، ص:۲۱۱)

[74](سورت النور24:30)

[75](الترمذی،رقم الحدیث:2787)